



ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL

Available Online: <https://assajournal.com>

Vol. 5 No. 01 Jan-Mar 2026. Page#. 8281-8299

Print ISSN: [3006-2497](#) Online ISSN: [3006-2500](#)

Platform & Workflow by: Open Journal System



The Role of Islam in Establishing Global and International Peace: A Research and Analytical Review in the Light of Qur'anic Teachings

عالمی و بین الاقوامی صلح و امن کے نفاذ میں اسلام کا کردار قرآنی تعلیمات کے تناظر میں: تحقیقی و تجزیاتی جائزہ

Nabeela Shafi

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies Lahore.

nabeelashafi75@gmail.com

Abstract

The establishment of global and international peace is one of the most significant humanitarian, social, and global challenges of the contemporary era. Scientific and technological advancements, the expansion of communication networks, and the growing economic and political relations among nations have brought the world closer together. As a result of this interdependence, an armed conflict, religious tension, economic exploitation, or political instability arising in one region can affect the entire world. The existence of nuclear and other modern weapons of mass destruction, terrorism, racial and religious prejudices, violations of human rights, and the unlawful appropriation of resources has further intensified the need for global peace. Under these circumstances, there is a growing need for a comprehensive system of thought that provides humanity with the principles of justice, equality, tolerance, mutual respect, and peaceful coexistence. The Qur'anic teachings of Islam offer significant guidance in this regard. The Holy Qur'an teaches humanity the values of peace, reconciliation, justice, and mutual cooperation. Allah Almighty declares, Reconciliation is best (Surah al-Nisa, 4:128). Similarly, while condemning corruption and disorder, the Qur'an states, And Allah does not like corruption (Surah al-Baqarah, 2:205). These teachings demonstrate that, from an Islamic perspective, the establishment of peace does not merely mean avoiding war; rather, it also entails creating a just social and international environment in which human life, property, dignity, and fundamental rights are protected. By emphasizing justice, benevolence, the fulfillment of covenants, the fair resolution of disputes, and respect for human diversity, the Holy Qur'an provides an ethical foundation for international relations. The importance of this topic lies in its examination of the fundamental principles of global peace, the causes of war and conflict, and possible measures for their prevention and resolution in the light of Qur'anic teachings. This research has examined how factors such as religious and racial prejudices, economic inequality, political oppression, and the unlawful domination of resources affect global peace, as well as the ethical, legal, and social principles that the Qur'an presents in response to these challenges. Furthermore, the study has sought to explain how Islamic teachings can be understood in the context of contemporary international relations, interfaith dialogue, the peaceful resolution of conflicts, and the protection of human rights. The issue of global peace has become one of the most pressing concerns of the modern era, affecting all of humanity. This is particularly true because the weapons of mass destruction developed by major world powers possess the capacity to devastate the Earth on an unprecedented scale. The situation becomes even more alarming when certain influential figures and intellectuals in powerful countries issue warnings about an impending global clash between nations and civilizations. Should such a confrontation occur, it could destroy the progress, prosperity, knowledge, and intellectual achievements that humanity has accumulated through centuries of effort. Therefore, the need for global peace today is arguably greater than ever.

before. The significance of this research lies in its scholarly and analytical examination of the fundamental principles of global peace, the causes of international conflicts, and the possible means of addressing them in the light of Qur'anic teachings. It investigates how religious and racial prejudices, economic disparities, political oppression, and the illegitimate control of resources undermine international peace, and identifies the ethical, legal, and social principles that the Holy Qur'an offers to counter these challenges. Moreover, the study seeks to clarify how Islamic teachings may be interpreted and applied within the framework of contemporary international relations, interfaith dialogue, peaceful conflict resolution, and the protection of human rights.

Keyword: Global Peace, International Relations, Qur'anic Teachings, Islamic Principles, Justice, Peaceful Coexistence, Conflict Resolution, Human Rights

موضوع کا تعارف

عالمی و بین الاقوامی صلح و امن کا قیام عصر حاضر کا ایک اہم ترین انسانی، معاشرتی اور عالمی مسئلہ ہے۔ سائنسی و تکنیکی ترقی، ذرائع ابلاغ کی وسعت اور اقوام عالم کے باہمی معاشی و سیاسی روابط نے دنیا کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے۔ اس باہمی انحصار کے باعث کسی ایک خطے میں پیدا ہونے والا جنگی تنازع، مذہبی کشیدگی، معاشی استحصال یا سیاسی عدم استحکام پوری دنیا کو متاثر کر سکتا ہے۔ ایٹمی اور جدید تباہ کن ہتھیاروں کی موجودگی، دہشت گردی، نسلی و مذہبی تعصبات، انسانی حقوق کی پامالی اور وسائل پر ناجائز قبضے جیسے مسائل نے عالمی امن کی ضرورت کو مزید بڑھا دیا ہے۔ ایسے حالات میں ایک ایسے جامع نظام فکر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو انسانیت کو عدل، مساوات، رواداری، باہمی احترام اور پر امن بقائے باہمی کے اصول فراہم کرے۔ اسلام کی قرآنی تعلیمات اس سلسلے میں ایک اہم رہنمائی پیش کرتی ہیں۔ قرآن مجید انسانوں کو صلح و سلامتی، عدل و انصاف اور باہمی تعاون کی تعلیم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ^۱

اور صلح بہتر ہے۔

اسی طرح قرآن کریم فساد کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ^۲

اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

ان تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی نقطہ نظر میں امن کا قیام محض جنگ سے اجتناب کا نام نہیں، بلکہ ایک ایسا منصفانہ معاشرتی و عالمی ماحول پیدا کرنا بھی ہے جس میں انسانوں کی جان، مال، عزت اور بنیادی حقوق محفوظ ہوں۔ قرآن مجید عدل و احسان، عہد کی پابندی، اختلافات کے منصفانہ حل اور انسانی تنوع کے احترام پر زور دے کر بین الاقوامی تعلقات کے لیے اخلاقی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ امن عالم کا مسئلہ موجودہ دور میں ان اہم ترین مسائل میں سے ایک ہے جو تمام انسانیت کے لئے بہت اہمیت کے حامل ہیں، کیونکہ عمومی تباہی پھیلانے والے وہ ہتھیار جنہیں بڑی عالمی قوتوں نے تیار کر رکھا ہے، کرۂ ارض کو متعدد بار تباہ و برباد کرنے کے لئے کافی ہیں۔ یہ صورتحال اس وقت بہت خطرناک ہو جاتی ہے جب ہم بڑے ممالک کی بعض غیر ذمہ دار شخصیات اور اصحاب علم و دانش کو اقوام اور تہذیبوں کو یہ الٹی میٹم دیتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ:

تہذیبوں کے درمیان ایک عالمگیر تصادم ہونے والا ہے³

جو اگر خدا نخواستہ وقوع پذیر ہو گیا تو انسانیت نے کئی صدیوں کی جدوجہد سے جو ترقی و خوشحالی اور علم و معرفت کی دیا جلائی ہے اس کا خاتمہ ہو کر رہ جائے گا۔ اس لئے امن عالم کی جو اس وقت ضرورت ہے شاید وہ کبھی نہیں تھی۔

عالمی و بین الاقوامی امن کی ضرورت و اہمیت

موضوع کی اہمیت اس امر میں مضمر ہے کہ اس کے ذریعے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں عالمی امن کے بنیادی اصولوں، جنگ و تنازع کے اسباب اور ان کے تدارک کے ممکنہ طریقوں کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔ اس تحقیق میں یہ جائزہ لیا جائے گا کہ مذہبی و نسلی تعصبات، معاشی ناہمواری، سیاسی جبر اور وسائل پر ناجائز تسلط جیسے عوامل عالمی امن کو کس طرح متاثر کرتے ہیں اور قرآن کریم ان کے مقابلے میں کون سے اخلاقی، قانونی اور معاشرتی اصول پیش کرتا ہے۔ مزید برآں، یہ مطالعہ واضح کرنے کی کوشش کرے گا کہ اسلامی تعلیمات کو معاصر بین الاقوامی تعلقات، بین المذاہب مکالمے، تنازعات کے پر امن حل اور انسانی حقوق کے تحفظ کے تناظر میں کس طرح سمجھا جاسکتا ہے۔ اس طرح یہ تحقیق اسلام کے تصور امن کو علمی بنیادوں پر واضح کرنے اور عالمی سطح پر عدل، رواداری، باہمی احترام اور پائیدار امن کے فروغ کے لیے فکری و عملی رہنمائی فراہم کرنے کی اہمیت رکھتی ہے۔

عصر حاضر میں امن عالم کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ آج کا دور سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کا دور ہے۔ سائنسی ایجادات نے دنیا کے فاصلوں کو سمیٹ کر اسے ایک عالمی قریہ (Globe Village) بنا دیا ہے۔ آج مغرب کی خبر مشرق اور مشرق کی خبر مغرب میں پہنچنے میں دیر نہیں لگتی، بلکہ کیبل اور انٹرنیٹ سسٹم کے تحت براہ راست اہم واقعات کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ آج مغرب کے بہت سارے مفاد مشرق میں اور مشرق کے بہت سارے مفاد مغرب میں ہیں۔ مغرب مشرق کے اور مشرق مغرب کے حالات سے متاثر ہو رہا ہے۔ آج ایسا کوئی بڑا شہر نہیں رہا جہاں مختلف رنگ، نسل، زبان، مذہب اور تہذیب کے لوگ نہ رہتے ہوں اور یہ ممکن بھی نہیں رہا۔ اس لئے اب اقوام عالم ایک دوسرے سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتیں۔ اس لئے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ وہ آپس میں پر امن طریقے سے مل جل کر رہیں۔ نسلی، لونی، لسانی، وطنی اور مذہبی اختلاف کو کائناتی فطری اختلاف کی طرح سمجھ کر برداشت کریں۔ اور اقوام عالم میں جو مشترکہ نکات ہیں ان کو تلاش کر کے ان پر جمع ہونے کی کوشش کریں۔ اور امن عالم میں رخنہ ڈالنے والے اور فساد و بگاڑ پیدا کرنے والے اسباب تلاش کر کے ان کو دور کریں اور پر امن بقائے باہم (Peaceful Co-existence) کا فارمولا اپنائیں تاکہ وہ اس جدید گلوبل ولیج میں آپس میں امن و آشتی سے رہ سکیں۔

اسلام کا عالمی و بین الاقوامی مشن امن

اسلام کا تو مشن ہی یہ ہے کہ دنیا کو عدل و امن سے بھر دے۔⁴ جیسا کہ اس کے نام اسلام سے واضح ہے، جس کے معنی ہیں امن و سلامتی۔ اس لئے اسلام ہر ایسی کوشش کی تائید کرتا ہے جو امن عالم کے لئے کی جائے اور وہ ہر اس عمل سے نفرت کرتا ہے، جو دنیا میں فتنہ و فساد پیدا کرے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ⁵

اور اللہ امن و سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے
 يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ
 'جو خدا کی رضا چاہتے ہیں وہ انہیں بذریعہ قرآن سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے
 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ واضح ہدایت دی ہے کہ اسے امن و صلح پسند ہے، فتنہ و فساد پسند نہیں:

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ⁷

اور صلح بہتر ہے

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ⁸

اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا

وَلَا تَعْتَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ⁹

اور زمین پر فساد پھیلانے والے بن کر مت پھرو

اسلام نے تو مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب آپس میں ملو تو ایک دوسرے کا ان الفاظ سے استقبال کرو: السلام علیکم تم پر سلامتی ہو
 یعنی تمہاری جان، مال اور عزت ہم سے محفوظ ہے۔ اور آپ ﷺ نے ایک روایت میں مسلم کی تشریح یہ فرمائی:

المسلم من سلم الناس من لسانه ويده والمؤمن من أمانه الناس على دماءهم وأموالهم¹⁰

کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے انسانیت محفوظ رہے اور اصل مومن تو وہ ہے جس سے لوگوں کی
 جانیں اور مال محفوظ رہے

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام امن و آشتی کا کتنا خواہاں ہے۔ اب ہم ان اسباب کا جائزہ لیتے ہیں جو امن عالم میں خلل ڈالتے ہیں:
 یہ ایک فطری اور عقلی بات ہے کہ اگر کسی برائی کا قلع قمع کرنا ہے تو اس کے اسباب تلاش کر کے انہیں ختم کیا جائے، تو وہ برائی از
 خود ختم ہو جائے گی۔ دین اسلام کا طریقہ یہ ہی ہے کہ وہ نہ صرف برائی سے بچنے کی تاکید کرتا ہے بلکہ اس کے اسباب کے سد باب کا حکم دیتا
 ہے تاکہ نہ رہیں اسباب اور نہ رہے برائی۔

عالمی و بین الاقوامی امن میں خلل کے اسباب

قرآن و سنت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمی امن میں فساد و بگاڑ پیدا کرنے والے اہم اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

- عالمی عدم مساوات: مثلاً کسی قوم یا گروہ کا رنگ، نسل، زبان یا وطنیت کی بنیاد پر اپنے آپ کو برتر اور دوسروں کو کمتر سمجھنا اور پھر
 عملی طور پر ان کے ساتھ امتیازی سلوک (Discrimination) برتنا۔
- عالمی سطح پر مذہب کے تسلط میں جبر: مذہب، نظام فکر، سیاسی و معاشی پالیسیاں، اپنی تہذیب اور اپنا کلچر دوسروں پر جبری طور پر
 مسلط کرنا
- عالمی سطح پر مال و دولت پر قبضہ: دوسروں کے مال، معاشی وسائل اور سرزمین پر ناجائز طور پر قبضہ کرنا

یہ وہ اسباب ہیں جو انسانی سماج یا اقوام عالم میں نفرت، دشمنی، لڑائی جھگڑے اور فتنے و فساد و خونریزی کا سبب بنتے ہیں، جن کی وجہ سے ملکی یا بین الاقوامی طور پر بد امنی پھیلتی ہے، امن و سکون برباد ہوتا ہے اور بے سکونی و بے چینی اپنے ڈیرے ڈال دیتی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام اس حوالے سے کیا تعلیم دیتا ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے اس سلسلے میں اپنی کونسی عملی مثالیں چھوڑی ہیں؟

عالمی و بین الاقوامی امن دشمن: عدم مساوات

جیسے کسی قوم یا گروہ کا رنگ، نسل، زبان، یا وطنیت کی بنیاد پر اپنے آپ کو برتر اور دوسروں کو کمتر سمجھنا اور پھر عملی طور پر دوسروں کے ساتھ امتیازی سلوک برتنا۔

امن عالم میں خلل ڈالنے والی تیسری اہم چیز انسانیت کے مابین عدم مساوات کا رویہ ہے۔ یہ ایک بہت بڑی گمراہی ہے جو دنیا میں ہمیشہ عالمگیر فساد کا موجب بنی رہی ہے۔ قدیم ترین زمانے سے لے کر آج تک ہر دور میں انسان بالعموم انسانیت کو نظر انداز کر کے اپنے گرد کچھ چھوٹے چھوٹے دائرے کھینچتا رہا ہے، جن کے اندر پیدا ہونے والوں کو اس نے اپنا اور باہر پیدا ہونے والوں کو غیر قرار دیا ہے۔ یہ دائرے کسی عقلی اور اخلاقی بنیاد پر نہیں بلکہ اتفاقی پیدائش کی بنیاد پر کھینچے گئے ہیں۔ کہیں ان کی بنا ایک خاندان، قبیلے یا نسل میں پیدا ہونا ہے اور کہیں ایک جغرافیائی خطے میں یا ایک خاص رنگ والی یا ایک خاص زبان بولنے والی قوم میں پیدا ہو جانا ہے۔ پھر ان بنیادوں پر اپنے اور غیر کی جو تمیز قائم کی گئی ہے وہ صرف اس حد تک محدود نہیں رہی کہ جنہیں اس لحاظ سے اپنا قرار دیا گیا ہو، ان کے ساتھ غیروں کی بنسبت زیادہ محبت اور زیادہ تعاون ہو، بلکہ اس تمیز سے نفرت، عداوت، تحقیر و تذلیل اور ظلم و ستم کی بدترین شکلیں اختیار کی گئی ہیں۔ اس کے لئے فلسفے گھڑے گئے ہیں، مذہب ایجاد کیے گئے ہیں، قوانین بنائے گئے ہیں، اخلاقی اصول وضع کیے گئے ہیں، قوموں اور سلطنتوں نے اس کو اپنا مستقل مسلک بنا کر صدیوں اس پر عملدرآمد کیا ہے۔¹¹

ہندوؤں کی سوچ کے مطابق آریا نسل دنیائے انسانیت پر ایسی برتری رکھتی ہے کہ دنیا کا کوئی انسان اس کا مقابلہ یا برابری نہیں کر سکتا، اسی اصول پر انہوں نے سماج کو طبقات میں تقسیم کر دیا، برہمن، کھشتری، ویش، شودر۔ برہمن کی باقی سارے طبقات پر بالادستی قائم کی گئی اور غیر برہمن شودروں کو انتہائی گھٹیا اور بیچ مقام دیا گیا۔ یونان کے دانشور ارسطو جو بہت بڑے فلسفی تھے، جس کی عقلی و فکری امامت کا مغرب و مشرق کو اعتراف ہے، نے اصول وضع کیا تھا کہ قدرت نے یونانیوں کو ریاست و اقتدار کے لئے پیدا کیا ہے اور غیر یونانیوں کو غلامی کے لئے۔ اور پھر یونانیوں نے اسی اصول کو اپنایا، اپنے لیے الگ قانون بنائے اور غیر یونانیوں کے لیے الگ۔ یونانیوں کے بعد رومن امپائر نے بھی اسی اصول کو اپنایا۔ رومیوں نے جب قانون بنائے تو پوری نسل انسانی کو دو طبقوں میں تقسیم کیا، ایک رومن دوسرے غیر رومن۔ غیر رومن کو انہوں نے بربری یا غیر مہذب قرار دیا اور ان کے لئے ایک الگ قانون مرتب کیا، جسے انگلش میں (Law of Nations) کہتے ہیں، جس کا مطلب تھا غیر رومیوں کا قانون۔ انہوں نے اپنے امور نمٹانے کے لیے الگ قانون وضع کیا ہوا تھا۔ یورپ کا موجودہ نظام جس کی اصل فکری بنیادیں یونانیوں کے تصورات پر قائم ہیں، پھر جس پر رومیوں کے مادہ پرستانہ تصورات اور شہنشاہیت زدہ اداروں نے بڑا گہرا اثر ڈالا وہ بھی اسی طبقاتی اور غیر مساویانہ نظام پر قائم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج جو نظام وہ دنیا کو دے رہے ہیں اور چلا رہے ہیں، اس میں مغرب کی چار بڑی طاقتوں کی بالادستی قائم ہے، اقوام متحدہ کا فیصلہ کن ادارہ سلامتی کو نسل ہے جس میں پانچ مستقل ارکان کو فیصلہ کن اہمیت حاصل ہے، پوری دنیا کے دوسو سے زائد ممالک ایک طرف ہوں اور ان پانچ میں سے صرف ایک ملک بلکہ اس ملک کا ایک شخص جب چاہے پوری دنیا کے متفقہ فیصلے کو (ویٹو پاور استعمال کر کے) مسترد کر سکتا ہے۔¹²

یہودیوں نے اسی بنا پر بنی اسرائیل کو خدا کی چیدہ مخلوق ٹھہرایا اور اپنے مذہبی احکام تک میں غیر اسرائیلیوں کے حقوق اور مرتبے کو اسرائیلیوں سے فروتر رکھا۔ کالے اور گورے کی تمیز نے افریقہ اور امریکہ میں سیاہ فام لوگوں پر جو ظلم ڈھائے ان کو تاریخ کے صفحات میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔¹³

جنوبی افریقہ میں گوروں کی اقلیت کالوں کی اکثریت پر نہ صرف حکومت کرتی رہی بلکہ انہوں نے 1948ء میں کالوں کے خلاف امتیازی قوانین بھی بنائے، جنہیں وہاں کی زبان میں اپارٹھائیڈ کا نظام کہا جاتا ہے۔ کالوں نے نسلی امتیاز کے خلاف تحریک چلائی تو ان کے قائدین کو جیل بھیج دیا گیا، جن میں نیلسن منڈیلا بھی شامل تھے۔ اور ان کی سیاسی تنظیم افریقن نیشنل کانگریس (A-N-C) کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا، یہاں تک کہ نیلسن منڈیلا کو 27 سال جیل میں رکھنے کے بعد 1990 میں رہا کیا گیا اور اس کی تنظیم کو بحال کیا گیا۔¹⁴

یورپ کے لوگوں نے براعظم امریکہ میں گھس کر ریڈ انڈین نسل کے ساتھ جو سلوک کیا اور ایشیا اور افریقہ کی کمزور قوموں پر اپنا تسلط قائم کر کے جو برتاؤ ان کے ساتھ کیا اس کی تہ میں یہی تصور کار فرما رہا کہ اپنے وطن، اپنی نسل اور اپنی قوم کی حدود سے باہر پیدا ہونے والوں کی جان، مال اور آبرو ان پر مباح ہے، اور انہیں حق پہنچتا ہے کہ ان کو لوٹیں، غلام بنائیں، اور ضرورت پڑے تو صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔

مغربی اقوام کی قوم پرستی نے ایک قوم کو دوسری قوموں کے لئے جس طرح بے رحم بنا کر رکھ دیا ہے اس کی بدترین مثالیں بیسویں صدی کی دو عالمگیر لڑائیوں میں دیکھی جا چکی ہیں، ان لڑائیوں میں جہاں ہوس ملک گیری کا فرما تھی وہاں قومی برتری کا جذبہ بھی نمایاں تھا، خاص طور پر نازی جرمنی کا فلسفہ نسلیت اور نارڈک نسل کی برتری کا تصور جنگ عظیم دوم میں جو کرشمے دکھایا، انہیں نگاہ میں رکھا جائے تو آدمی باسانی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ انسانوں کے درمیان اونچ نیچ یا عدم مساوات کی سوچ کتنی بڑی اور تباہ کن سوچ ہے۔¹⁵

عالمی و بین الاقوامی مساواتی اصول اسلامی

اسلام کی نظر میں انسانوں کے درمیان مذکورہ بنیادوں پر عدم مساوات کا رویہ نہایت غیر معقول، ظالمانہ، بے رحمانہ اور امن عالم کی تباہی و فساد کا باعث ہے۔ کیونکہ اس قسم کے رویے سے طاقت ور گروہ کو بے پناہ اختیارات حاصل ہو جاتے ہیں اور کمزور ترین ہر قسم کے حقوق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ مصر کے ظالم بادشاہ فرعون کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضِعُّ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ¹⁶

یقیناً فرعون زمین پر سرکش ہو گیا تھا اور اس نے وہاں کے لوگوں کے کئی گروہ بنا رکھے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ کو کمزور بنا رکھا تھا کہ ان کے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ یقیناً وہ تھا ہی فساد پھیلانے والوں میں سے

مصر میں فرعون نے اپنے آپ کو اور اپنی قوم کو بالادست بنا رکھا تھا اور بنی اسرائیل قوم کو کمزور بنایا ہوا تھا اور ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا۔ فرعون کے اس کردار کو اللہ تعالیٰ نے فساد قرار دیا اور فرعون کو فساد پھیلانے والا کہا۔ اس لیے اسلام کی نظر میں ہر وہ نظام (خواہ ملکی ہو یا بین الاقوامی) جو انسانوں کے درمیان مساوات کی بجائے درجہ بندی پر ایمان رکھتا ہو، جہاں دولت مند اور با اثر لوگ ہی حقوق و مراعات سے متمتع ہوتے ہوں اور باقی لوگ ثانوی حیثیت رکھتے ہوں فرعونی نظام ہے۔¹⁷

اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام انسانوں کا خالق ایک ہے، اسی نے سارے انسانوں کو ایک مرد اور ایک عورت یعنی حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے پیدا کیا ہے، پھر ان کی نسل کو دنیا میں پھیلا دیا۔ مختلف علاقوں اور آب و ہواؤں میں رہنے کی وجہ سے ان کے رنگ، زبانیں اور نسلیں مختلف ہوئیں۔ لیکن چونکہ ان کے والدین ایک ہی ہیں، اس لئے تمام انسان اپنی اصلیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ رنگ، نسل، زبان، اور وطنیت یہ ساری چیزیں برائے تعارف ہیں۔ انسان کی فضیلت اور برتری کا معیار یہ چیزیں نہیں ہو سکتیں، اس لیے کہ کسی خاندان، رنگ، نسل یا خاص وطن میں پیدا ہونا کسی انسان کی قدرت و اختیار میں نہیں ہے، جبکہ فضیلت اور برتری کا معیار کوئی کبھی چیز ہونی چاہیے، جیسے ایمان، اخلاق، کردار، پرہیز گاری وغیرہ، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً¹⁸

اے انسانو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا (بیوی کو) پیدا

کیا، پھر ان دونوں سے بہت سارے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ¹⁹

اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم

ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم سب سے زیادہ

پرہیزگار ہے

مطلب کہ انسان اور انسان کے درمیان فضیلت اور برتری کی بنیاد اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہ صرف اخلاق و کردار کی فضیلت ہے۔ اچھے کردار والا شخص خواہ کسی نسل، کسی قوم اور ملک سے تعلق رکھتا ہو، اپنی ذاتی خوبی کی بنا پر قابلِ قدر ہے اور جس کا حال اس کے برعکس ہو وہ بہر حال ایک کمتر درجے کا انسان ہے، چاہے وہ کالا ہو یا گورا، چاہے وہ مشرق میں پیدا ہو یا مغرب میں۔²⁰

پیغمبر امن ﷺ کا عالمی و بین الاقوامی امن نظریہ

نبی کریم ﷺ نے اسی بات کو اپنے مختلف خطبات اور ارشادات میں کھول کر بیان کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبْيَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاضَّطَهَا بِأَبَاءِهَا، فَالْنَّاسُ رِجْلَانِ رَجُلٌ بَرْتَقَى كَرِيمٌ عَلَى اللَّهِ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ عَلَى اللَّهِ، وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ وَخَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مِنَ التُّرَابِ²¹

اے لوگو! بیشک خدا نے تم سے جاہلیت کا تکبر اور اپنی نسل پر فخر کرنے کے عیب کو دور کر دیا ہے۔ یاد رکھو! تمام انسان بس دو ہی حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک نیک اور پرہیزگار، اللہ کے ہاں عزت کے لائق۔ دوسرا فاجر اور شقی، اللہ کے ہاں ذلت اور رسوائی کا حقدار۔ اور سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

ہر طرح کے فخر و تکبر کا خاتمہ

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک خطبے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ان ربكم واحد، لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لأسود على أحمر ولا لأحمر على أسود الا بالتقوى، ان أكرمكم عند الله أتقاكم، ألا هل بلغت؟ قالو بلى يا رسول الله! قال فليبلغ الشاهد الغائب²²

لوگو! خبردار رہو، تم سب کا خدا ایک ہے۔ کسی عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر تقویٰ کے اعتبار سے، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بتاؤ، میں نے تمہیں بات پہنچادی؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دے جو موجود نہیں ہیں

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الله لا يسئلكم عن أحسابكم ولا عن أنسابكم يوم القيامة، ان أكرمكم عند الله أتقكم²³۔

اللہ قیامت کے دن تمہارا حسب و نسب نہیں پوچھے گا، اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

ان الله لا ينظر الى صوركم و اموالكم ولكن انما ينظر الى أعمالكم و قلوبكم²⁴

اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے دور میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اے کالی کے بیٹے!

کہہ کر پکارا اس پر آپ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ أَعِيرَتْهُ بِأَمَةٍ؛ إِنَّكَ أَمْرٌ وَفِيكَ جَاهِلِيَّةٌ

اے ابوذر! تم نے اسے (کالی کا بیٹا کہہ کر) ماں کا طعنہ دیا ہے؟ تم ایسے آدمی ہو جس کے اندر ابھی تک جاہلیت

موجود ہے

آپ ﷺ نے نہ صرف انسانی مساوات کی نظریاتی طور پر تعلیم دی تھی بلکہ عملی طور پر انسانی مساوات کا نظام بھی نافذ کیا تھا، آپ ﷺ کی مجلس میں فارس کے سلمان بھی تھے تو روم کے صہیب بھی، حبش کے بلال بھی تھے تو یمن کے ابو ہریرہ بھی، قریش کے ابو بکر صدیق بھی تھے تو قوم یہود کے عبد اللہ بن سلام بھی (رضی اللہ عنہم)، اور ان میں سے کسی کو کسی پر رنگ، نسل، زبان یا وطنیت کی بنیاد پر کوئی فضیلت و برتری نہیں تھی۔ اسی طرح آپ ﷺ کی اسلامی ریاست میں عدالتی قانون میں اپنے اور پرانے کا کوئی فرق نہیں تھا۔²⁵

نسلی تعصب کے تدارک میں کردارِ صحابہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مصر کے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایک قبیلے کو ناحق کوڑے سے مارا تھا، اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے کو منگایا، جرم ثابت ہونے پر آپ نے کوڑا قبیلے کے ہاتھ میں دے کر اسے کہا: شریف زادے کو اتنے کوڑے لگاؤ جتنے اس نے تمہیں مارے تھے، اور پھر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

متى استعبدتم الناس وقد ولدتهُم أمهاتہُم أحراراً²⁶

کب سے تم لوگوں نے لوگوں کو غلام بنانا شروع کیا ہے جب کہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنائے

آپ ﷺ کے ہاں عصبيت سے پاک معاہدے کی جواہریت تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ: اسلام سے 20 سال قبل قریش کے چند قبائل نے مل کر آپس میں یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ مکہ میں جو بھی مظلوم نظر آئے گا۔ خواہ مکے کا رہنے والا ہو یا کہیں اور کا یہ سب اس کی مدد و حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس کا حق دلو کر رہیں گے۔ اس اجتماع میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے اور بعد میں شرف رسالت سے مشرف ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے:

میں عبد اللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی

پسند نہیں اور اگر دور اسلام میں اس عہد و پیمان کے لئے مجھے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا۔²⁷

یہ معاہدہ حلف الفضول کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدے کو آپ ﷺ اس لئے اہمیت دیتے تھے کہ اس میں رنگ، نسل، زبان، وطن اور مذہب جیسی عصبيت کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی، بلکہ یہ انسانی بنیاد پر ایک معاہدہ تھا، اس لیے آپ ﷺ مادی مفاد کے مقابلے میں عدل، انصاف، امن و امان پر مبنی معاہدے کو پسند کرتے تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کی نظر میں دنیا میں قیام عدل و انصاف، اور امن و امان کی کتنی اہمیت ہے۔ اسی طرح مذکورہ بحث سے یہ بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام عالمی امن کے قیام کے لئے کس طرح ان اسباب کی بیخ کنی کرتا ہے جو امن عالم میں رخنہ ڈالنے کا باعث بنتے ہیں۔

عالمی و بین الاقوامی امن و صلح میں قرآنی اصول

اسلام اس حوالے سے بہت صاف اور واضح موقف رکھتا ہے، کہ کسی بھی شخص یا ریاست کو یہ حق نہیں کہ وہ اس معاملے میں دوسروں پر جبر کرے۔ اور اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اس طرز فکر و طرز عمل کو فتنہ قرار دیا اور اس فتنے کو قتل و خونریزی سے زیادہ بھیانک قرار دیا²⁸ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

والفتنة أشد من القتل²⁹

اور فتنہ تو قتل سے بھی سخت تر ہے

یعنی لوگوں کو عقیدے، مذہب، سوچ و فکر کی آزادی نہ دینا، ان پر جبری طور پر اپنا طرز فکر و طرز حیات نافذ کرنا، ایک بہت بڑا فتنہ ہے جو قتل و خونریزی سے بڑھ کر خطرناک ہے۔

نسلی تعصب کا خاتمہ

اسلام سے پہلے قدیم انسانی سماج بنیادی طور پر متعصب اور غیر روادار تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ابتدائی تین صدیوں تک یہودی اور عیسائی صرف اعتقادی اختلاف کی بنیاد پر ایک دوسرے کے دشمن بنے رہے۔ پہلے یہودیوں نے مسیحی حضرات کو اپنے ظلم کا نشانہ بنایا، اس کے بعد جب مسیحی حضرات کو اقتدار ملا تو انھوں نے یہودیوں سے جارحانہ انداز میں انتقام لینا شروع کیا۔³⁰

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے ابتدائی دور میں جب فارس کی آتش پرست حکومت نے رومی علاقوں پر قبضہ کیا تھا، تو قبضہ کرنے کے بعد انھوں نے مسیحیت کو مٹانے کے لئے شدید ترین مظالم شروع کئے۔ مذہبی شعائر کی توہین کی گئی، گر جاگھر مسمار کر دیئے گئے، قریباً ایک لاکھ عیسائیوں کو بے گناہ قتل کر دیا گیا۔ ہر جگہ آتشکدے تعمیر کئے گئے اور مسیح علیہ السلام کے بجائے آگ اور سورج کی جبری پرستش کو رواج دیا گیا۔ مقدس صلیب کی اصلی لکڑی، جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ اس پر مسیح علیہ السلام نے جان دی تھی، وہ چھین کر مدائن پہنچادی گئی۔ اسی صورتحال میں جب ہر قل قیصر روم نے شہنشاہ ایران خسرو پرویز کو صلح کی پیشکش کی تو خسرو نے جو جواب دیا تھا، اس سے اس کی متعصبانہ اور غیر روادارانہ سوچ کی عکاسی ہوتی ہے:

مجھ کو یہ نہیں، بلکہ خود ہر قل زنجیروں میں بندھا ہوا میرے تخت کے نیچے چاہیے، میں رومی حکمران سے اس وقت تک صلح نہیں کروں گا، جب تک وہ صلیبی خدا کو چھوڑ کر ہمارے سورج دیوتا کی پرستش نہ کرے³¹

یہ ہی صورتحال اہل مکہ کی تھی کہ وہ کسی کو مذہبی اور فکری آزادی نہیں دیتے تھے، وہ اپنے آبائی مذہب ترک کرنے والوں کی زندگی تنگ کر دیتے تھے، چنانچہ اہل مکہ نے حضرت یاسرؓ اور اس کی بیوی سمیہؓ کو تبدیلی دین یعنی اسلام قبول کرنے کی وجہ سے وحشیانہ انداز سے شہید کر دیا۔ اور حضرت بلالؓ، یاسرؓ، خبابؓ، خبیبؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کو جسمانی، ذہنی اور ہر طرح کی اذیتیں دیں۔ نبی کریم ﷺ اور اس کے صحابہ کرامؓ کی زندگیاں تلخ کر دیں۔ آپ ﷺ اور ان کے خاندان اور ہمدردوں کا سماجی بائیکاٹ کیا گیا اور مسلمانوں کو اتنا تنگ کیا گیا کہ بالآخر انہیں مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ لیکن پھر بھی اہل مکہ نے حبش اور مدینہ تک ان کا پیچھا کیا اور ان سے بدر، احد اور خندق کی معرکہ آرائیاں کیں، یہاں تک کہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی انھوں نے اپنی اس تنگ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ شرط رکھی کہ ہمارا جو بھی شخص مسلمان ہو کر تمہارے پاس مدینہ منورہ میں آئے گا آپ اسے واپس کریں گے³²

دین اسلام، چونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ کائناتی اور آخری الہامی دین ہے، اس لئے اس نے اس حوالے سے کائناتی اور انتہائی

تعلیمات دیں۔

نفاذِ دین میں جبر کی ممانعت

اقوامِ عالم کی غیر روادانہ اور متعصبانہ سوچ کے برعکس اسلام نے مذہبی رواداری اور بین الاقوامی ہم آہنگی کا درس دیتے ہوئے اپنی واضح ہدایات دیں؛ کہ عقیدہ، مذہب، فکر اور تہذیب کے حوالے سے ہر شخص کو آزادی حاصل ہونی چاہیے، کوئی کسی پر جبر واکراہ نہ کرے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ³³

دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے،

صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ³⁴

جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر اختیار کر

اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اپنے پیغمبر ﷺ کی زبانی یہ اعلان کرایا:

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ [16]

تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین

اور نبی کریم ﷺ کے واسطے سے مسلمانوں کو عقیدے و مذہب کے سلسلے میں جبر واکراہ سے قطعی طور پر ممانعت کرتے ہوئے

فرمایا:

أَفَأَنْتُمْ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ³⁵

کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مؤمن بن جائیں؟ یعنی آپ کو یہ ہرگز اجازت نہیں

اصل بات یہ ہے کہ عقیدہ، مذہب، نظام فکر، تہذیب و تمدن یا تو انسانوں کو ورثے میں ملتے ہیں یا وہ خود اپنے علم، عقل،

فہم، تجربے اور مشاہدے کے نتیجے میں اختیار کرتے ہیں، اس لئے اگر ان معاملات میں لوگوں پر جبر کیا گیا تو ایک طرف تو ان کی فطری آزادی

میں مداخلت ہوگی تو دوسری طرف جبری طور پر درآمد کئے ہوئے مذہب و فکر کو وہ دل سے قبول نہیں کریں گے، جس کے نتیجے میں مزاحمت

ہوگی، اور اس کا بالآخر انجام فتنہ، فساد، خونریزی اور بد امنی ہوگا۔

عالمی فطرتی امن کا تحفظ

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے، اس لئے وہ انسان کے فطری تقاضوں کا خیال رکھتا ہے، اس لئے اس معاملے میں جبر واکراہ کی اجازت

نہیں دیتا۔ البتہ اسلام اس بات پر ضرور زور دیتا ہے کہ سچ ایک ہی ہوتا ہے اس لئے سچ کی دعوت حکمت و موعظہ حسنہ کے ساتھ ضروری

جائے، پھر لوگوں کا اختیار ہے چاہیں تو اسے قبول کریں، چاہیں تو نہ کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسْبُوا اللَّهَ عَدُوًّا بِغَيْرِ عِلْمٍ³⁶

یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں ان کو برا بھلا مت کہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ حد سے گزر کر جہالت کی

بنا پر اللہ کو برا بھلا کہنے نہ لگیں

اسلام مختلف معاشروں میں روادارانہ فضا قائم کرنا چاہتا ہے، اسلام چاہتا ہے کہ لوگوں کے سماجی تعلقات خراب نہ ہوں، وہ باہمی پیار، محبت و الفت کے ساتھ رہیں، اس لئے وہ ایک دوسرے کے عقیدے، مذہب اور مذہبی شخصیات کے احترام کا درس دیتا ہے اور ایسے رویے اور طرزِ عمل سے روکتا ہے جس سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان نفرت و عداوت کی فضا قائم ہو، اور عالمی امن خطرے میں پڑے۔ اس لئے وہ اپنے ماننے والوں کو دوسرے مذاہب والوں یا ان کے مذہبی رہنماؤں کے خلاف ناشائستہ زبان بولنے (Abusive language) سے روکتا ہے، کیونکہ اس میں ایک تو ناشائستگی ہے تو دوسری طرف مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے مابین ٹکراؤ کا امکان ہے، جس کی وجہ سے دھرتی پر فساد کھڑا ہو سکتا ہے

عالمی و بین الاقوامی سطح پر پیغمبر اسلام ﷺ کا کردار امن و صلح

پیغمبر اسلام ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے ملکی اور عالمی امن کے حوالے سے جو کوششیں کی تھیں ہم اس کی چند مثالیں ذکر کرتے ہیں:

ميثاقِ مدینہ

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ آمد کے موقع پر ملک میں امن و امان کی فضا قائم کرنے، ملکی استحکام اور بقائے باہمی کیلئے یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدہ کیا تھا جو ميثاقِ مدینہ (Charter of Madina) کے نام سے مشہور ہے۔

ميثاقِ مدینہ عالمی و بین الاقوامی امن و صلح کے مندرجات

اس کے مندرجات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالمی امن و امان، انسانی احترام، مساوات، ایک دوسرے کی خیر خواہی، بقائے باہمی اور رواداری کی اعلیٰ مثال ہے، اس میں دیگر امور کے ساتھ:

ہر فریق کو مذہبی آزادی، اور اندرونی خود مختاری کا حق دیا گیا تھا، اور یہ طے پایا تھا کہ کسی بھی فریق کو دوسروں کی جان، مال، عزت اور مذہبی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں ہوگی، ہر فریق اپنے مذہب اور داخلی معاملات میں آزاد و خود مختار ہوگا، ریاست دشمنوں کو کوئی بھی پناہ نہیں دے گا، بیرونی قوتوں کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملے کی صورت میں سارے فریق مل کر اس کا دفاع کریں گے۔ معاہدے کے کسی فریق پر کسی بیرونی دشمن نے حملہ کیا تو سارے مل کر اس کا دفاع کریں گے، معاہدے کا جو بھی فریق مظلوم ہو گا بلا تفریق اس کی مدد کی جائے گی، اور معاہدے کا ہر فریق دوسروں کا خیر خواہ رہے گا³⁷

اس حوالے سے مسلمانوں کو ہدایت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

یاد رکھو! جس نے معاہدہ پر ظلم کیا، اس کا نقصان کیا، یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا یا اس سے کوئی چیز

زبردستی لی، تو میں اس کے خلاف قیامت کے دن مقدمہ لڑوں گا³⁸

اور یہ بھی فرمایا کہ:

جس نے کسی معاہدہ کو قتل کیا، جس کے تحفظ کا ذمہ اللہ و رسول ﷺ پر ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ اور جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے آتی ہے³⁹

ملکی اور بین الاقوامی سلامتی، امن و امان، مذہبی رواداری، اور بقائے باہمی کے حوالے سے آپ ﷺ کا یہ معاہدہ اپنی مثال آپ ہے، آپ ﷺ سے پہلے کی انسانی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ وہ تحریری معاہدہ تھا جس کی بدولت آپ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ایک ایسا ضابطہ انسانی معاشرہ میں قائم کیا جس سے شرکائے معاہدہ میں ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے عقیدے و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوا اور انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی۔ یہودیوں کے ساتھ رواداری، آزادی، اور ان کے حقوق کے تحفظ کی تاریخ ساز دستاویز اور اس کی دفعات اپنی حقیقت پر آپ گواہ ہیں۔ مذہبی رواداری، امن و سلامتی، آزادی اور انصاف کا ہر جوہر اس میں موجود ہے۔⁴⁰

معاہدہ نجران:

آپ ﷺ نے ملکی اور عالمی امن کے حوالے سے جو کوششیں کی تھیں، اس کا ایک اور ثبوت نجران کے عیسائیوں کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ ہے۔

معاہدہ نجران کے عالمی و بین الاقوامی امن و صلح کے مندرجات

نجران کے عیسائیوں کے لئے آپ ﷺ نے جو معاہدہ لکھوایا تھا اس کے الفاظ کچھ اس طرح تھے:

نجران اور اس کے آس پاس کے عیسائیوں کو ان کی جان، مال اور مذہب کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ضمانت دی جاتی ہے۔ یہ ضمانت جو موجود ہیں ان کے لئے بھی ہے اور جو آنے والے ہیں ان کے لئے بھی ہے۔ نہ ان کے منصبی فرائض کی ادائیگی میں مزاحمت کی جائے گی اور نہ ان کے حقوق و مراعات میں کسی قسم کی تبدیلی کی جائے گی، کوئی اُسقف (عیسائیوں کا بڑا مذہبی پیشوا) اپنے منصب سے برطرف نہ کیا جائے گا، اور نہ کوئی راہب اپنے راہب خانے سے نکالا جائے گا اور نہ کوئی پادری اپنے عہدے سے علاحدہ کیا جائے گا۔ یہ لوگ اپنی چھوٹی بڑی چیز سے اسی طرح فائدہ اٹھاتے رہیں گے جس طرح پہلے اٹھاتے رہے تھے۔ کسی مجسمے یا صلیب کو توڑا نہ جائے گا۔ نہ انھیں کسی پر ظلم کرنے کی اجازت ہوگی اور نہ ان پر کوئی ظلم کرے گا۔۔۔۔۔۔ یہ ضمانت انھیں خدا اور اس کے رسول کی طرف سے قیامت تک کے لئے دی جاتی ہے بشرطیکہ وہ کسی ظلم کا ارتکاب نہ کریں۔⁴¹

آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کے اندر مختلف مذاہب کے لوگوں کو جس قسم کی مذہبی، فکری، تہذیبی اور ثقافتی آزادی دی تھی اس کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں شادی بیاہ، کھانے پینے اور مذہبی رسوم کی ادائیگی میں کوئی قدغن نہیں لگائی۔ اگر کوئی غیر مسلم چار سے زیادہ بیویاں رکھتا یا محرمات سے نکاح کرتا یا دو بہنوں کو نکاح میں رکھتا جو ان کے مذہب میں جائز تھا تو آپ ﷺ اس سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے، البتہ جب وہ اسلام قبول کرتا تو آپ ﷺ اسے اسلامی تعلیمات کا پابند بناتے۔ نوفل بن معاویہ مسلمان ہوئے تو اس کے پاس پانچ بیویاں تھیں۔⁴²

جاہلیت کی امن مترادف رسوم کا تدارک

قیس بن حارث اسدی مسلمان ہوئے تو اسکی آٹھ بیویاں تھیں⁴³، غیلان بن اسلم ثقفی مسلمان ہوئے تو اسکے پاس دس بیویاں تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں چار چار بیویاں رکھنے اور باقیوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔⁴⁴ فیروز دیلمی مسلمان ہوئے تو اس کے نکاح میں دو بہنیں تھیں آپ ﷺ نے اسے ایک کو چھوڑنے کا حکم دیا۔⁴⁵ لوگ اپنے باپ کی دوسری بیوی (ماں کے علاوہ) سے شادی کرتے تھے، آپ ﷺ نے غیر مسلموں پر کوئی پابندی نہیں لگائی البتہ قرآن مجید نے مسلمانوں پر یہ نکاح حرام قرار دیا۔⁴⁶

آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے شراب پینے اور خنزیر کھانے کے بارے میں فرمایا: شراب ان کے لئے ایسی ہے جیسے ہمارے لئے سرکہ اور خنزیر ان کے لئے ایسے ہے جیسے ہمارے لئے بکری⁴⁷ مطلب کہ نہ ان کے شراب پینے پر پابندی، نہ اس کے بنانے اور کاروبار کرنے کرنے پر کوئی قدغن۔ اسی طرح ان کے لئے نہ خنزیر (یا اس طرح کے حرام جانور کے) کھانے پر پابندی نہ اس کے پالنے اور فروخت کرنے پر کوئی روک ٹوک۔ البتہ انہیں شراب اور خنزیر مسلمانوں کی بستی میں یا مسلمانوں کو بیچنے پر پابندی تھی۔

عالمی و بین الاقوامی امن و صلح میں صحابہ کا کردار

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ جو رویہ رہا اس کا اندازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں میری (Mery) کے عیسائی بطریق نے فارس کے اسقف شمعون کے نام جو خط لکھا تھا اس سے لگایا جاسکتا ہے:

عرب جنہیں خدا نے دنیا کی حکومت عطا کی ہے، دین عیسوی پر حملہ نہیں کرتے بلکہ ہمارے معاون ہوتے ہیں، وہ ہمارے خدا اور ہمارے اولیاء کا احترام کرتے ہیں، اور ہمارے گرجاؤں، راہبوں اور راہب خانوں کو مالی عطیے دیتے ہیں، کسی مسلمان (چاہے وہ عام آدمی ہو، افسر ہو یا حکمران) کو اجازت نہیں کہ کسی غیر مسلم کی جائداد پر قبضہ کرے⁴⁸

اقوام متحدہ نے ۱۹۴۸ء میں وہ چارٹر منظور کیا جسے یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس کہا جاتا ہے۔ اس کے آرٹیکل ۱۸ میں یہ کہا گیا ہے کہ: ہر آدمی خیال، ضمیر، اور مذہب کی آزادی کا حق رکھتا ہے۔ اس حق میں یہ بھی شامل ہے کہ آدمی اپنے مذہب کو تبدیل کر سکے اور اپنے مذہب کا خفیہ یا اعلانیہ اظہار کر سکے یا دوسروں کو اس کی تعلیم دے، اقوام متحدہ کا یہ چارٹر بھی حقیقتاً اقوام متحدہ کا کارنامہ نہیں بلکہ وہ بھی اسی اسلامی انقلاب کی ایک دین ہے جو اقوام متحدہ سے ایک ہزار سال سے بھی زیادہ پہلے ظہور میں آیا تھا۔ اسلام نے تاریخ میں پہلی بار شرک کے نظام کو ختم کیا جس نے انسان اور انسان کے درمیان فرق و امتیاز کا ذہن پیدا کر رکھا تھا۔ اسی غیر حقیقی تقسیم کا نتیجہ اونچ نیچ کا وہ سماج تھا جو تمام قدیم زمانوں میں مسلسل پایا جاتا رہا ہے۔ اسلام نے ایک طرف اس معاملہ میں انسانی ذہن کو بدلا، دوسری طرف اس نے وسیع پیمانہ پر عملی انقلاب برپا کر کے انسانی آزادی اور انسانی احترام کا ایک نیا دور شروع کیا۔ یہ دور تاریخ میں مسلسل سفر کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ یورپ میں داخل ہو گیا اور بڑھتے بڑھتے آخر کار آزادی اور جمہوریت کے جدید انقلاب کا سبب بنا۔ جدید یورپ کا جمہوری انقلاب اسی اسلامی انقلاب کا سیکولر لبرلائیشن ہے جو بہت پہلے ساتویں صدی عیسوی میں عرب میں برپا ہوا تھا⁴⁹

مالی وسائل وزمین پر ناجائز قبضہ کی ممانعت

یہ ایک حقیقت ہے کہ مال انسانی زندگی کا سہارا ہے اور مالی وسائل مال کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ اگر کسی سے اس کا مال یا اس کے مالی وسائل چھینے جائیں یا ان پر ناجائز طور پر قبضہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس سے جینے کا حق چھینا جا رہا ہے۔ اسی طرح ہر انسان، اور ہر قوم اپنی دھرتی سے فطری طور پر محبت کرتے ہیں اور اسے اپنے گھر کی طرح سمجھتے ہیں اگر اس پر ناجائز طور پر قبضہ کیا جائے یا ان کی آزادی اور خود مختاری سلب کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ان کے گھر پر قبضہ کر کے ان کی زندگی ان پر تنگ کی جا رہی ہے یا ان کی آزادی اور خود مختاری ان سے چھینی جا رہی ہے۔

ظاہر بات ہے کہ ایسی صورت حال انسان کے لئے موت اور حیاتی کا مسئلہ بن جاتی ہے، ایسی صورت حال میں ایک خود دار انسان اور خود دار قوم کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ غاصب سے لڑ کر اسے اپنے مال و ملک سے باہر دھکیل دے یا پھر جان دے دے۔ اور ایک باوقار انسان ایسی صورت حال میں لڑنے اور مرنے کو ترجیح دے گا۔ جس کا نتیجہ خونریز لڑائی، زبردست تباہی، فتنہ و فساد کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔

نام نہاد امن پسندوں کا غاصبانہ کردار

صنعتی انقلاب کے بعد اقوام عالم کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ اب یہ لڑائیاں اکثر مذکورہ وجوہات کی بناء پر ہی ہو رہی ہیں۔

صنعت اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے ترقی یافتہ ممالک خام مال حاصل کرنے، سستی اجرت پر مزدور حاصل کرنے اور اپنی مصنوعات کے لئے منڈیاں تلاش کرنے کے لئے انیسویں اور بیسویں صدی کے شروع میں غریب آفریکی ریاستوں، مشرق وسطیٰ کی ریاستوں، جنوبی ایشیا کی ریاستوں کو اپنی کالونیوں میں تبدیل کر دیا۔ ہوس ملک گیری اور توسیع پسندانہ ذہنیت بیسویں صدی میں دو عالم گیر لڑائیوں کا باعث بنی جس میں چھ کروڑ سے زائد لوگ قتل ہوئے، اور کروڑوں لوگ بھوک، بد حالی، بیماریوں اور بیروزگاری کا شکار ہوئے اور دنیا ایک عرصے تک کساد بازاری کا شکار رہی۔⁵⁰

اقوام عالم نے پہلی عالمگیر لڑائی کی تباہ کاریوں کے بعد (League of Nations) اور اس کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے دوسری عالمگیر لڑائی کے بعد (United Nations) کے نام سے ادارے بنائے تاکہ ان کے ذریعے دنیا میں امن و امان قائم کیا جائے لیکن اسلام نے چودہ سو سال پہلے امن عالم کے حوالے سے واضح ہدایات دی تھیں کہ کسی شخص کے مال، مالی وسائل یا قومی وسائل پر ناجائز طور پر قبضہ نہ کیا جائے ورنہ دھرتی پر فتنہ و فساد برپا ہو گا۔ اور خدا کو فساد پسند نہیں۔

عالمی و بین الاقوامی غاصبانہ کردار میں اسلامی ممانعت کے اصول

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ⁵¹

اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ، سوائے اس کے کہ لین دین ہو تمہارے درمیان ایک دوسرے کی رضامندی کے ساتھ لین دین چاہے دو افراد کے درمیان میں ہو یا دو ممالک کے مابین ہو۔ اور لین دین سے مراد یہ ہے کہ آپس میں منافع کا تبادلہ ہو جیسے تجارت، صنعت، کاروبار اور محنت وغیرہ میں ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ایک دوسرے کی دلی رضامندی کے ساتھ ہونا چاہیے، کسی پر کوئی دباؤ نہیں ہونا چاہیے۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منه⁵²

کسی آدمی کا مال اس کی دل کی رضامندی کے بغیر کھانا حلال نہیں

اسلام نے اس حوالے سے اصول یہ بتایا کہ:

لا تظلمون ولا تظلمون⁵³

نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے

آپ ﷺ نے فرمایا:

لا ضرر ولا ضرار⁵⁴

نہ خود نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی اور کو نقصان پہنچاؤ

اس حوالے سے اسلام نے مسلمانوں کو ایک ایک کر کے وہ ذرائع بتادیئے جن سے مال حاصل کرنا حرام ہے، جس کی پوری تفصیل قرآن و سنت میں موجود ہے۔ کسی کے ملک یا اس کے کسی حصے پر ناجائز قبضہ تو دور کی بات ہے اسلام تو بالشت کے برابر کسی کی زمین پر ناجائز قبضے کی اجازت نہیں دیتا چنانچہ اسلام کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

من أخذ شبراً من الأرض ظلماً طوقه يوم القيامة من سبع أرضين لا يقبل منه صرف ولا عدل⁵⁵

جس نے ایک بالشت کے برابر کسی کی زمین پر ناجائز طور پر قبضہ کیا تو قیامت کے دن تک وہ زمین اس کی گردن

پر لاد دی جائے گی اور نہ اس کی نفل عبادت خدا کے ہاں قبول ہوگی اور نہ فرض عبادت

اسلام نے ہوس ملک گیری کی نیت سے کسی کے ملک پر قبضہ کرنے کو قطعی طور پر حرام ٹھہرایا اور اپنے ماننے والوں کو ایسے ارادے سے بھی روک دیا، چنانچہ اسلام تبلیغ دین کا حکم دیتا ہے اور یہ ہر ایک مذہب والے کا حق مانتا ہے اور اس سلسلے میں جو بھی دین اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے اور لوگوں کو ایک مذہب یا فکر پر مجبور کرے یا جبری طور پر اپنی تہذیب یا اپنا کلچر لوگوں پر نافذ کرے یا مسلمانوں کو ان کی دینی تعلیمات پر عمل کرنے سے روکے، اس کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیتا ہے۔

عالمی و بین الاقوامی اسلامی امن پسند اصول جنگ

چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مال غنیمت (جس میں مال و اسباب کے علاوہ خطہ ارض بھی آجاتا ہے) کے لئے لڑتا ہے، کوئی ناموری اور شہرت کے لئے لڑتا ہے، کوئی اپنی بہادری کے جوہر دکھانے اور دوسروں پر اپنی دھاک بٹھانے کے لئے لڑتا ہے، اور کوئی قومی تعصب و حمیت کے لئے لڑتا ہے، ان میں کون سا اللہ کی راہ میں لڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله⁵⁶

جو شخص اس مقصد کے لئے قتال کرتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، وہی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہے

آپ ﷺ نے فرمایا:

ان الله لا يقبل من العمل الا ما كان له خالصاً وابتغى به وجه الله⁵⁷

خدا صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالصۃً اسی کے لئے ہو، اور اس کی رضامندی کے حصول کے لئے ہو

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں کی فوج نے ایک عیسائی کی فصل کو روند ڈالا، اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاں شکایت پیش کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی فصل کی قیمت دس ہزار درہم بیت المال سے ادا کر دی۔⁵⁸ یہ اس بات کی علامت ہے کہ مسلمانوں کے ہاں نہ کسی فرد کو اجازت ہے کہ کسی کو مالی نقصان دے اور نہ کسی ریاستی ادارے کو اجازت ہے کہ وہ کسی کا مالی نقصان کرے۔ اس لیے عالمی امن کے حوالے سے یہ ضروری ہے کہ کسی کے وسائل پر ناجائز تسلط حاصل نہ کیا جائے جیسے انیسویں اور بیسویں صدی میں غریب اور کمزور ممالک کے وسائل پر ناجائز طور پر قبضے کیے گئے، جس کے نتیجے میں خونریز لڑائیاں ہوئیں اور کروڑ ہا لوگوں کی جانیں ضائع ہوئیں، اور بد قسمتی سے آج بھی کسی نہ کسی صورت میں یہ سلسلہ جاری ہے۔

خلاصہ

عالمی امن کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ مختلف مذاہب، تہذیبوں، ثقافتوں اور اقوام کے درمیان موجود مشترکات کو فروغ دیا جائے اور اختلافات کو دشمنی کا سبب بنانے کے بجائے باہمی تعارف اور فکری مکالمے کا ذریعہ سمجھا جائے۔ اسلام نے انسانی جان، مال، عزت اور حقوق کے تحفظ پر خصوصی زور دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں انسانی جان و مال کی حرمت اور نسلی تفاخر کے خاتمے کی تعلیم دی۔ اسی طرح اقوام متحدہ کے عالمی منشور حقوق انسانی میں بھی انسانی وقار، آزادی اور مساوات کے اصولوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ان اصولوں پر عمل درآمد کے ذریعے عالمی سطح پر امتیازی رویوں، استحصال، جبر اور ناانصافی کے خاتمے کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق امن محض جنگ نہ ہونے کا نام نہیں، بلکہ اس کے لیے عدل، انصاف، معاشی توازن، انسانی احترام اور حقوق کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ قرآن مجید صلح کو بہتر قرار دیتا ہے اور فساد کی مذمت کرتا ہے۔ اسی طرح اسلام عہد و پیمان کی پابندی، معاہدات کے احترام، اختلافات کے منصفانہ حل اور مظلوموں کی حمایت کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات عالمی امن کے قیام کے لیے ایک جامع اخلاقی و معاشرتی تصور پیش کرتی ہیں۔ اسلام نے انسانی مساوات، عدل، رواداری اور باہمی احترام کو بنیادی اصولوں کی حیثیت دی اور ایسا معاشرتی نظام تشکیل دینے کی تعلیم دی جس میں مختلف مذاہب اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے جائز مذہبی و تہذیبی معمولات پر عمل کرتے ہوئے معاشرے کی فلاح و بہبود میں حصہ لے سکیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اقوام عالم ان اصولوں کو محض نظری مباحث تک محدود رکھنے کے بجائے اپنی قومی پالیسیوں، بین الاقوامی معاہدات اور عملی رویوں کا حصہ بنائیں، تاکہ جنگ و فساد کے اسباب کا خاتمہ ہو، انسانی حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے اور دنیا کو امن، استحکام اور مشترکہ ترقی کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔

حوالہ جات

- ¹ النساء: 128
- ² البقرة: 205
- ³ ڈاکٹر محمود احمد غازی، اسلام اور مغرب تعلقات، کراچی دارالعلم والتحقیق، 2012ء طبع دوم، ص 158
- ⁴ دریابادی عبدالمجید، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی کراچی، لاہور۔ ص 82
- ⁵ یونس، 10: 25
- ⁶ مائدہ: 5: 16
- ⁷ نساء: 4: 128
- ⁸ البقرہ، 2: 205
- ⁹ البقرہ، 2: 60
- ¹⁰ نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعبہ، سنن النسائی، 1999-1420ھ، ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، طبع اولی، کتاب الایمان وشرائعه، حدیث ۴۹۹۸
- ¹¹ مودودی سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، ادارۃ ترجمان القرآن، 2013ء، طبع 5-7 / 96
- ¹² ڈاکٹر محمود احمد غازی، اسلام اور مغرب تعلقات، کراچی دارالعلم والتحقیق، 2012ء طبع دوم ص 15-16
- ¹³ مودودی، تفہیم القرآن، 5 / 96
- ¹⁴ Wallbank walter T.and et.al ” History and Life” Scott Foresman & Co (Nov 1993) سندھی ترجمہ ”قومن جی عالمی تاریخ“ مترجم محمد بخش سومرو، سندھیکا اکیڈمی کراچی، 2003ء، طبع اول ص 572
- ¹⁵ Wallbank walter T.and et.al ” History and Life” Scott Foresman & Co (Nov 1993) سندھی ترجمہ ”قومن جی عالمی تاریخ“ مترجم محمد بخش سومرو، سندھیکا اکیڈمی کراچی، 2003ء، طبع اول ص 572
- ¹⁶ القصص / 28، 4
- ¹⁷ ڈاکٹر محمود احمد غازی، اسلام اور مغرب تعلقات ص 20
- ¹⁸ النساء، 4: 1
- ¹⁹ الحجرات، 49: 13
- ²⁰ سید مودودی، تفہیم القرآن 5: 97
- ²¹ ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع الترمذی، ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع 1420ھ 1999ء طبع اولی حدیث 3270
- ²² احمد بن حنبل، مسند احمد، ج 3، ص: 593
- ²³ ابن جریر، بحوالہ مودودی، تفہیم القرآن، 5 / 98
- ²⁴ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ ص 604 حدیث 4143
- ²⁵ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع 1419ھ 1999ء طبع 2، ص 8 حدیث 30
- ²⁶ ابوالقاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ المصری، فتوح مصر و اخبارها۔ بیروت، دار الفکر، 1996ء ص 183
- ²⁷ مبارکپوری ”الرحیق المختوم“ ص 90، ابن کثیر ابو الفداء اسماعیل بن عمر ”البدایہ والنہایہ“ قاہرہ دار البی حیان 1996ء طبع اول، ج 2 ص 375-376
- ²⁸ دریابادی عبدالمجید، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور و کراچی ص 85
- ²⁹ البقرہ، 2: 217
- ³⁰ مولانا وحید الدین خان، اسلام دور جدید کا خالق، فضلی سنز اردو بازار کراچی، 1990ء طبع اول ص 104-105
- ³¹ وحید الدین خان، علم جدید کا چیلنج، کراچی، گنیل پرینٹنگ پریس 1992ء ص 204
- ³² مبارکپوری صفی الرحمن، الرحیق المختوم، لاہور المکتبہ السلفیہ 1424ھ 2003ء ص 466، ابن ہشام ابو محمد عبد الملک، السیرۃ النبویہ، اردو ترجمہ مولانا قطب الدین احمد محمودی، لاہور اسلامی کتب خانہ، ج 3 ص 105
- ³³ البقرہ، 2: 256
- ³⁴ الکہف، 18: 29
- ³⁵ الکافرون، 106: 6
- ³⁶ یونس، 99: 10

- ³⁷ ابن ہشام۔ السیرت النبویہ، جلد 2 ص 116، 123
- ³⁸ ابو داؤد سلیمان بن اشعث: سنن ابی داؤد، الریاض، دارالسلام طبع اول، ۹۹۹ع حدیث 3052، ص 447
- ³⁹ بخاری، صحیح البخاری، مکتبہ دارالسلام ریاض، 1999، طبع اولی، ص 527، حدیث 3166
- ⁴⁰ حافظ محمد طاہر محمود اشرفی، رواداری سیرت طیبہ کی روشنی میں، عمر پبلیکیشنز لاہور، 2000ع ص 24
- ⁴¹ ابو یوسف، کتاب الخراج، دارالمعرفۃ بیروت، لبنان ص 72-73، سید امیر علی، روح اسلام، اردو ترجمہ محمد ہادی حسین، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، 2010ع ص 424-425
- ⁴² الخطیب محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح، کراچی، قدیمی کتب خانہ، 1368ھ، ص 274
- ⁴³ ابو داؤد سلیمان بن اشعث: سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، ص 324 حدیث 2241
- ⁴⁴ ابو نعیم محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع الترمذی، الریاض، دارالسلام طبع اول، 1999ع، کتاب النکاح، ص 273، حدیث 1128، ابن ماجہ محمد بن یزید سنن ابن ماجہ، حدیث 1953، ص 279
- ⁴⁵ جامع ترمذی حدیث 1129، ص 273
- ⁴⁶ النساء: 22
- ⁴⁷ شیخ زادہ عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان الکلبی، مجمع الانحر فی شرح ملتقی الاجر، بیروت دار الکتب العربیہ، 1998ع، ج 4، ص 111
- ⁴⁸ سید امیر علی، روح اسلام ص 426
- ⁴⁹ وحید الدین خان، اسلام دور جدید کا خالق، کراچی، فضلی سنز، 1990ع طبع اول ص 111
- ⁵⁰ تفصیل کے لئے دیکھیے (History and Life” Scott Foresman & Co (Nov 1993) Wallbank walter T. and et.al سندھی ترجمہ "قوسن جی عالمی تاریخ" مترجم محمد بخش سومرو، سندھیکا اکیڈمی کراچی، 2003ع، طبع اول، مضمون "عالمی لڑائیوں کے اسباب"
- ⁵¹ نساء: 29
- ⁵² خطیب محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح، کراچی قدیمی کتب خانہ س۔ ن۔ ج 1 ص 255
- ⁵³ بقرہ: 279
- ⁵⁴ ابن ماجہ محمد بن یزید سنن ابن ماجہ، حدیث 2341 ص 335
- ⁵⁵ بیہقی ابن حجر احمد بن محمد، الزواجر عن اقتراف الکبائر۔ بیروت، دارالمعرفۃ س۔ ن۔ 1: 261
- ⁵⁶ بخاری، صحیح البخاری ص 466، حدیث 2810-7458، شوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار من احادیث سید الاخیار شرح مستقی الاخبار، بیروت، دارالحیئل، 1973ع، 7/ 226
- ⁵⁷ شوکانی، نیل الاوطار 7/ 227
- ⁵⁸ شبلی نعمانی، الفاروق، کراچی، دارالاشاعت 1991ع طبع اول ص 283